JQSS: *(Journal Of Quranic and Social Studies)*

ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632

Volume: 6, Issue: 1, Jan-April 2026. P: 56-78

Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/260

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.22734557

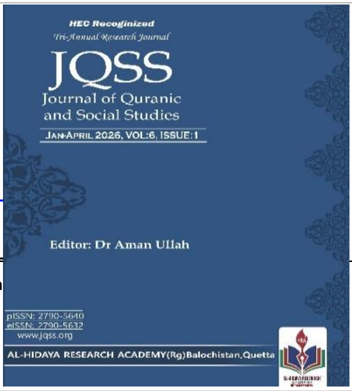

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

تصوف: مفہوم، ارتقاء اور عصرِ حاضر کے مسائل کے حل میں اس کا کردار

Sufism: Concept, Evolution, and Its Role in Addressing Contemporary Problems

1. **Muhammad Usman** usman12@gmail.com	MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta
2. **Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad** dr.sahibzada@um.uob.edu.pk	Chairman, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta
3. **Dr. Shabana Qazi** dr.shabanqazi@gmail.com	Assistant Professor , Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta

How to Cite: Muhammad Usman and Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad and Dr. Shabana Qazi (2026) Sufism: Concept, Evolution, and Its Role in Addressing Contemporary Problems , *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*,6(1), 56-78.

Abstract and Indexing

Publisher

HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)

Balochistan Quetta

تصوف: مفہوم، ارتقاء اور عصرِ حاضر کے مسائل کے حل میں اس کا کردار

Sufism: Concept, Evolution, and Its Role in Addressing Contemporary Problems

Journal of Quranic and Social Studies
56-78
© The Author (s) 2026
Volume:6, Issue:1, 2026
DOI:10.5281/zenodo.22858736
www.jqss.org
ISSN: E/ 2790-5640
ISSN: P/ 2790-5632

Muhammad Usman
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan Quetta

Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad
Chairman, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan Quetta

Dr. Shabana Qazi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta

Abstract

This chapter provides a comprehensive introduction to Sufism (Tasawwuf), focusing on its meaning, origins, development, and historical evolution within the Islamic tradition. The first section examines the literal and terminological meanings of Tasawwuf. It explores the linguistic roots of the term and presents the interpretations of Muslim scholars regarding its technical meaning, with particular emphasis on spiritual purification, moral refinement, self-discipline, and the cultivation of a sincere relationship with Allah. The second section discusses the nature and authenticity of Sufism in the light of the Qur'an and Hadith. It highlights the Islamic principles of faith, piety, remembrance of Allah, sincerity, patience, humility, and purification of the soul as fundamental dimensions of Islamic spirituality. The discussion also considers the relationship between spiritual practice and the broader teachings of Islam. The third section traces the origin and historical development of Sufism and the Sufi movement. It begins with the Last Sermon of Prophet Muhammad (ﷺ) during the Farewell Pilgrimage and briefly examines the political and social conditions of Arabia. The chapter then discusses the emergence of the early ascetic and spiritual groups from the seventh to the ninth centuries and examines the development of Sufism during the tenth, eleventh, twelfth, and thirteenth centuries. Attention is also given to prominent Sufis of different periods and their contributions to Islamic spirituality, ethics, scholarship, and social reform. Finally, the chapter introduces the major Sufi orders (Silsilahs), including the Khwajagan, Qadiriyyah, Chishtiyyah, Suhrawardiyyah, Naqshbandiyyah, and Shattariyyah orders. Their historical origins, spiritual principles, methods of instruction, and influence on Muslim societies are outlined. Overall, this chapter establishes the historical and conceptual foundation for understanding Sufism and its continuing significance in Islamic thought and spiritual life.

Keywords: Sufism, Tasawwuf, Spirituality, Islamic Mysticism, Purification of the Soul, Sufi Orders, Islamic History, Spiritual Development.

Corresponding Author Email: usman12@gmail.com / dr.sahibzada@um.uob.edu.pk

تصوف کا مفہوم

"تصوف وہ علم ہے جس میں ذات وصفات باری تعالیٰ کی نسبت بحث ہوتی ہے اور ان اعمال واشغال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں تزکیہ و تصفیہ باطن ہو جو وصول الی اللہ کا ذریعہ ہو یا یوں سمجھو کہ تصوف، قرآن وحدیث سے نکلی ہوئی ایسی شاہراہ ہے جو افراط و تفریط کے عین درمیان میں واقع ہے جسے صراط مستقیم کہا جا سکتا ہے اور اس پر چلنے سے انسان خدا تک پہنچ جاتا ہے"۔(1)

مصطفیٰ الحلبیؒ تصوف کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ،

"شریعت در اصل قرآن و سنت پر مبنی اوامر و نواہی کا وہ نظام ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے عمل کو منضبط کرتا ہے جبکہ اس عمل کو حسن زینت اور حسن اخلاص کے کمال سے آراستہ کر کے اتباع شریعت کو درجہ احسان پر فائز کرنے کی سعی و تدبیر کا نام تصوف ہے"۔(2)

عاصم نعمانیؒ تصوف کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ،

"فقہ کا تعلق انسان کے ظاہری عمل سے ہے وہ صرف یہ دیکھتی ہے کہ تم کو جیسا اور جس طرح حکم دیا گیا تھا اس کو تم بجالائے یا نہیں، اگر بجالائے ہو تو فقہ کو اس سے کچھ بحث نہیں کہ تمہارے دل کا کیا حال تھا دل کے حال سے جو چیز بحث کرتی ہے اس کا نام تصوف ہے قرآن میں اسی چیز کا نام تزکیہ اور حکمت ہے حدیث میں اسے احسان کا نام دیا گیا ہے اور بعد کے لوگوں میں یہی چیز تصوف کے نام سے مشہور ہوئی"۔(3)

صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں کہ،

"یہ وہ علم ہے جس میں اہل کمال کی منازل سعادت میں ترقی کرنے کی کیفیت معلوم ہو اور آپ فرماتے ہیں کہ علم تصوف وہ علم ہے جسے عقلمند اور صاحب حال ہی جان سکتا ہے اسے وہی شخص جان سکتا ہے جسے اس کا مشاہدہ حاصل ہو اور کور چشم سورج کی روشنی کا کیسے مشاہدہ کر سکتا ہے"۔(4)

شیخ مولانا محب اللہ لکھتے ہیں کہ،

"اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا یقین کرنا شریعت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کو محسوس کرنا یہ تصوف ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر سمجھنا شریعت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر محسوس کرنا تصوف کہلاتا ہے"۔(4)

لفظ تصوف کی لغوی تحقیق

تصوف کے مادہ اشتقاق میں بہت سے صرفی حضرات نے مختلف توجیہیں بیان کی ہیں خاص کر اس مادہ اشتقاق کے لحاظ سے لفظ تصوف کے بارے میں علمائے کبار کے مختلف اقوال ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

قول اول، الصفاء:

بعض علماء کے نزدیک تصوف کا مادہ اشتقاق "الصفاء" ہے جس کے معنی صفائی اور پاکیزگی کے ہیں،

"اس مادہ اشتقاق کی رو سے کسی شے کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی آلودگی سے پاک وصاف کر کے اُجلا اور شفاف بنا دینا تصوف ہے"۔(5)

شیخ ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ،

" ان التصوف كلمة اشتقت من الصفاء"۔ (6)

"تصوف وہ کلمہ ہے جو صفاء سے مشتق ہے"۔

قول ثانی، "الصفو":

تصوف کا دوسرا مادہ اشتقاق "الصفو" بیان کیا جاتا ہے جس کے معنی محبت اور دوستی میں اخلاص کے ہیں جیسا کہ صاحب المنجد اس مادہ کی بابت رقمطراز ہیں کہ،

" الصفو هو الاخلاص في المودة .

"الصفو" کے معنی محبت میں اخلاص کے ہیں،

الصفى هو الصديق المخلص .

"الصفی" سے مراد مخلص دوست کے ہیں۔(7)

اس مادہ کے اعتبار سے صوفی سے مراد وہ شخص ہے جس نے دنیاو آخرت کے اجر وجزا سے بے نیاز ہو کر محبوب حقیقی سے بے لوث محبت اور دوستی کا رشتہ استوار کر لیا ہو اور جس کی تمام تر مساعی کا محرک فقط رضائے الٰہی کی طلب ہو۔

قول ثالث، "الصوف":

تصوف کے باب میں تیسرا قول اس کے "الصوف" سے مشتق ہونے کا ہے،

"جس کے معنی "اون" کے ہیں باب تفعل کے وزن پر تصوف کا معنی ہے "اس نے اونی لباس پہنا۔"(8)

امام ابو القاسم قشیری فرماتے ہیں کہ،

"تصوف اذا لبس الصوف کما یقال تقمص اذا لبس القمیص"۔(9)

"تصوف اس وقت کہا جائے گا جب کسی نے صوف کا لباس پہنا ہو جیسے کسی کے قمیض پہنے پر تقمص "کہا جاتا ہے"۔

قول رابع، "الصفہ":

بعض علماء نے تصوف کا مادہ اشتقاق "صفہ "کو قرار دیا ہے جس کے بارے میں شیخ ابو بکر بن اسحٰق بخاری فرماتے ہیں کہ،

"قال قوم انما سموا صوفیة لقرب اوصا فهم من اوصاف اهل الصفة الذين كانوا في عهد رسول الله" ۔(10)

"ایک گروہ کا کہنا ہے صوفیہ کی وجہ تسمیہ ان کا باعتبار اوصاف، اصحاب صفہ سے قریب تر ہونا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھے"۔

اسی قول کی تائید میں شیخ احمد الحسینی فرماتے ہیں کہ،

"انه من الصفة اذ جملة اتصاف بالمحامد و ترك الا و صاف المذمومة "۔(11)

"یہ صفہ سے ماخوذ ہے کیونکہ تصوف تمام تر خوبیوں سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومہ کے ترک کر دینے پر مبنی ہے"۔

قول خامس، "الصف":

بعض علماء نے تصوف کو "الصف" سے مشتق قرار دیا ہے اس سلسلہ میں امام ابو القاسم القشیری فرماتے ہیں کہ،

"انه مشتق من الصف فكانما في الصف الاول بقلوبهم من حيث المحاضرة من الله تعالى"۔(12)

"تصوف "صف" سے مشتق ہے گویا صوفیاء کے قلوب باری تعالیٰ کی حضوری کے اعتبار سے صف اول میں ہوتے ہیں"۔

قول سادس، "صفوۃ":

امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ "صفوۃ" سے مشتق ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ "صف" سے ماخوذ ہے کیونکہ صوفیاء کرام اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور تمام عبادات کو بجالانے کیلئے صف اول میں ہوتے ہیں اسی طرح بعض نے فرمایا کہ تصوف، سخت اونی کپڑے پہنے کی طرف منسوب ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کرام اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے اس لباس کو ترجیح دیتے تھے۔

بہر حال لفظ تصوف اس قدر مشہور ہو چکا ہے کہ اس کی تعریف کیلئے کسی لفظی قیاس اور اشتقاق کی ضرورت دراک نہیں۔ اور بعض لوگوں کا محض اس وجہ سے انکار کرنا کہ یہ لفظ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین کے زمانہ میں نہیں سنا گیا، یہ قول مردود ہے کیونکہ بہت سی اصطلاحات صحابہ کرام کے زمانے کے بعد معرض وجود میں آکر مستعمل ہوئیں جیسا کہ نحو، فقہ اور منطق وغیرہ۔

بہر حال ہمیں لفظی تعبیرات کی بجائے حقائق کی طرف توجہ دینی چاہیے کیونکہ جب ہم لوگوں کو تصوف کی دعوت دیتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصد تزکیہ نفوس، تصفیہ قلوب، اصلاح اخلاق اور مرتبہ احسان تک رسائی حاصل کرنا ہوتا ہے اور اسی کو ہم تصوف کا نام دیتے ہیں اس کو اسلام کا روحانی، اخلاقی اور احسانی پہلو بھی کہا جاسکتا ہے یا اس کی حقیقت اور جوہر سے تعلق رکھنے والا کوئی دوسرا نام بھی ہو سکتا ہے مگر علمائے امت کو سلف صالحین سے تصوف کا نام ہی ورثہ میں ملا ہے اور یہی نام ان میں مشہور ہو گیا ہے۔(13)

تصوف کے لغوی معنوں میں مشترک نکتہ:

لغوی اعتبار سے تصوف کے جتنے معانی اور مطالب اوپر بیان کیے گئے ہیں ان سب میں ایک بات مشترک ہے اور وہ یہ کہ تصوف اللہ رب العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو نہ صرف دنیوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی یکسر پاک ہو اور اس راہ کے سالک کا قلب تعلق باللہ میں ہمہ نوع دنیوی واخروی منفعتوں مصلحتوں اور ہر قسم کے اندیشہ وخطرہ سے کلیتاً بے گانہ ہو جائے جس کے نتیجہ میں اخلاص فی النیۃ والعمل کا جذبہ ظاہر و باطن میں اس قدر راسخ ہو جائے کہ انسان کی بندگی خالصتاً لوجہ اللہ ہو جائے نہ دنیاو آخرت میں انعام وجزا کی آرزو بندے کی عبادت کا محرک رہے اور نہ سزا و عتاب کا خوف۔

لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل صوف ہو یا کے باشد اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جاملے اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی اساس خلوص في العمل اور خلوص في النیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے قرآن وحدیث کے مطالعہ، نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور آثار صحابہ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔

> ”عہد رسالت اور صحابہ کرام کے دور میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں، تفسیر، اصول، فقہ، کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہ ہوئی تھیں ہر چند کے ان کے اصول وکلیات موجود تھے اور ان عنوانات کے تحت یہ شعبے بعد میں مدون ہوئے اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ بھی موجود تھا کیونکہ تزکیہ باطن خود حضور ﷺ کے فرائض میں شامل تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں بھی اسی کا نمونہ تھیں لیکن اس کی تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی صحابیت کے شرف اور لقب کی موجودگی میں کسی علیحدہ اصطلاح کی ضرورت نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے لئے متکلم، مفسر، محدث،فقیہ اور صوفی کے القابات استعمال نہیں کئے گئے اس کے بعد جن لوگوں نے دین کے اس شعبہ کی خدمت کی اور اس کے حامل اور متخصص قرار پائے ان کی زندگیاں زہد و اتقاء اور خلوص وسادگی کا عمدہ نمونہ تھیں ان کی غذا بھی اور لباس بھی موٹا کھردرا اکثر صوف وغیرہ کا ہوتا تھا اس وجہ سے وہ لوگوں میں صوفی کے لقب سے یاد کئے گئے اور اس نسبت سے ان سے متعلقہ شعبہ دین کو بعد میں تصوف کا نام دیا گیا قرآن میں اس کو تقویٰ، تزکیہ اور خشیت اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں اسے ”احسان“ سے موسوم کیا گیا ہے اور اسے دین کا ماحصل قرار دیا گیا ہے جس کی تفصیل حدیث جبرائیل علیہ اسلام میں موجود ہے مختصر یہ کہ تصوف احسان، سلوک اور اخلاص ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں“۔(14)

نبوت کے دو پہلو ہیں اور دونوں یکساں اہمیت رکھتے ہیں کما قال اللہ تعالی:

> ”لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ.“ (15)
>
> ”حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا ہے جبکہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک وصاف کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے“۔

نبوت کے ظاہری پہلو کا تعلق تلاوت آیات اور تعلیم و تشریح کتاب سے ہے اور اس کے باطنی پہلو کا تعلق تزکیہ باطن سے ہے:

> جن نفوس قدسیہ کو فیضان نبوت کے ظاہری پہلو سے حصہ وافر ملا وہ مفسر، محدث، فقیہ اور مبلغ کے ناموں سے موسوم ہوئے اور جنہیں اس کے ساتھ ہی فیضان نبوت کے باطنی پہلو سے بھی سرفراز فرمایا گیا ان میں سے بعض ابدالیت، قطبیت، غوثیت وغیرہ کے مناصب پر فائز ہوئے مگر ان سب کا سرچشمہ کتاب وسنت ہے اللہ اور بندے کے درمیان علاقہ قائم رکھنے والی چیز، اعتصام بالکتاب و السنتہ ہے ،یہی مدار نجات ہے، قبر سے حشر تک اتباع کتاب وسنت کے متعلق ہی سوال ہوگا یہی وجہ ہے کہ محققین صوفیائے کرام نے شیخ یا پیر کے لئے کتاب وسنت کا عالم اور عامل ہونا لازم قرار دیا ہے۔(16)

اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا آئے مگر اس کی عملی زندگی کتاب وسنت کے خلاف ہو تو وہ ولی اللہ نہیں بلکہ جھوٹا ہے شعبدہ باز ہے کیونکہ تعلق مع اللہ کے لئے اتباع سنت لازمی ہے کما قال اللہ تعالی:

> ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعوني یحببکم ا للہ“(17)
>
> ”آپ ﷺ فرمادیجئے کہ اگر اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو خدائے تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے“۔

اتباع سنت کا پورا پورا حق ان اللہ والوں نے ادا کیا جنہوں نے نبوت کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کی اہمیت کو محسوس کیا اور ہمیشہ پیش نظر رکھا اور تبلیغ و اشاعت دین کو تزکیہ نفوس سے کبھی جدا نہ ہونے دیا اور سارے مناصب صرف حضور ﷺ کی اتباع کی بدولت ہی حاصل ہوتے ہیں اور تصوف کا اصل سرمایہ اتباع سنت ہے۔

لفظ تصوف کی اصطلاحی مفہوم

گزشتہ سطور میں ہم نے مختلف حوالوں اور جہتوں سے تصوف کے مفاہیم و معانی پر لغوی تناظر میں بحث کی ہے اب ہم اس کے اصطلاحی معنی و مفہوم کی طرف آتے ہیں:

"غور کیا جائے تو بیان کردہ لغوی معانی میں الفاظ کے اختلاف کے باوجود ایک قدر ظاہراً و باطناً مشترک نظر آتی ہیں اور وہ یہ کہ تصوف کا مقصود و ما حصل قلب و باطن کیفائی و طہارت سے عبارت ہو یا اللہ سے مخلصانہ دوستی اور محبت و مودت کا تعلق قائم کرنے سے بارگاہ الوہیت میں عجز و نیاز مندی اور تذلیل کا اظہار ہو یا اونی لباس کے پہناوے میں اللہ سے محبت پر مبنی تعلق میں یکسوئی پیدا کرنے سے عبارت ہو یا اصحاب صفہ کا طرز زندگی اپنانے سے یہ سارے کے سارے احوال و کیفیات ایک خاص جہت کی نشاندہی کر رہے ہیں جو زندگی کے ظاہر و باطن کو اس قدر منزہ اور پاک وصاف کرنے کی متقاضی ہے کہ جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی ادنیٰ سے ادنیٰ نافرمانی تک کا شائبہ بھی باقی نہ رہے زندگی کا ظاہر بھی اللہ کی رضا کے تابع ہو جائے اور باطن بھی رذائل اخلاق و معصیت و غفلت اور اثم و عدوان کے میل کچیل سے پاک صاف ہو جائے کہ انوار و تجلیات الٰہی کا مربط بن جائے نتیجہ کے طور پر دل اللہ کی محبت میں اس قدر یکسو اور مستغرق و منہمک ہو جائے کہ اس ذات سے دوستی و تعلق کی حلاوت میں نہ دنیا کی حرص خلل انداز ہو اور نہ آخرت کی طلب، حاصل کلام یہ کہ ہر قسم کے لوث و غرض سے پاک اور کامل اخلاص پر مبنی طرز زیست کا نام تصوف ہے"۔(18)

حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں شیخ محمد بن احمد المغربیؒ کے مخدوم حوالے سے تصوف کی اصطلاحی تعریف یوں بیان فرمائی:

"التصوف اقامة الاحوال مع الحق" ۔(19)

"تصوف احوال کو حق کے ساتھ قائم رکھنے کا نام ہے"۔

تصوف اس طرز زندگی کا نام ہے جس میں بندہ غیر اللہ سے منہ موڑ کر اپنے معبود و محبوب حقیقی کے ساتھ بے لوث رشتہ قائم کر لیتا ہے نتیجہ کے طور پر اس تعلق بندگی سے اسے وہ روحانی لذت و انبساط اور لطف نصیب ہوتا ہے جسے اقبال کی زبان حقیقت ترجمان نے اس طرح ادا کیا:

"دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی"۔

جن خوش نصیب لوگوں کو محبوب حقیقی کے ساتھ تعلق آشنائی استوار ہو جاتا ہے انہیں اس تعلق کی حلاوت و کیفیت دنیا و مافیھا سے بے نیاز کر دیتی ہے اور اس کے صلے میں جو یک گونہ لذت و یکسوئی نصیب ہوتی ہے اس کے دوام کو تصوف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اس کا صحیح ادراک وہی کر سکتے ہیں جو ان قلبی واردات و روحانی تجربات سے عملاً گزرتے ہیں حق بات تو یہ ہے کہ تصوف سراسر حال سے عبارت ہے اور اس کی ماہیت و حقیقت کا ادراک محض قال سے ممکن نہیں۔

امام معروف کرخیؒ فرماتے ہیں۔

"التصوف هو الأخذ بالحقائق و الياس بمافى ايدى الخلائق"۔ (21)

"تصوف حقائق کو لینا اور مخلوق کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جانے کا نام ہے"۔

اگر تمسک بالحقائق اور استغناء عن الخلق انسان کا حال بن جائے تو اس کی زندگی کا ہر ہر لمحہ ان کیفیات عظمیٰ سے ہمکنار ہوتا ہے جو توحید کا نقطہ کمال ہے۔

"توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے"۔(22)

شیخ الاسلام زکریا انصاری فرماتے ہیں:

"التصوف هو علم تعرف به احوال تزكية النفوس و تصفية الاخلاق و تعمير الظاهر والباطن لنيل السعادة الابدية" . (23)

"تصوف وہ علم ہے جس سے ابدی سعادت کے حصول کی غرض س تزکیہ نفس، تصفیہ اخلاق اور تعمیر ظاہر و باطن کا طریقہ معلوم کیا جاتا ہے"۔

یعنی تصوف انسان کی ابدی سعادتوں کی شاہ کلید ہے جو اس پر عظمتوں اور رفعتوں کے در وا کرتی چلی جاتی ہے۔

شیخ ابو بکر اسحاق بخاری فرماتے ہیں:

"قال بشر ابن الحارث الصوفى من صفا قلبه الله"(24)

"بشر بن حارث کہتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کا قلب، اللہ کے لئے صاف ہو جائے"۔

یعنی جس کا دل ماسوا اللہ کے خیال تک سے پاک ہو جائے۔

لویس المعلوف ایسوعی یوں رقم طراز ہیں:

"الصوفي من كان فانيا بنفسه باقيا بالله تعالى مستخلصا من الطبائع متصلا بحقيقة الحقائق"(25)

"صوفی وہ ہے جو اپنے نفس میں فانی مگر اللہ کی ذات کے. ساتھ تعلق میں باقی ہو طبائع انسانی سے غیر متعلق اور ذات حقیقہ سے متصل ہو"۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا قول ہے:

"التصوف الصدق مع الحق و حسن الخلق مع الخلق". (26)

"تصوف حق کے ساتھ سچائی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا ہے"۔

صوفی کی تعریف میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

"الصوفي من كان صافيا من افات النفس خاليا من مذ مو ماتها سالما لحميد مذاهب ملازما للحقائق غير ساكن قلبه الى احد من الخلائق"۔ (27)

"صوفی وہ ہے جو آفات نفس سے پاک اس کے دفاع سے خالی اس کے اچھے راستوں پر چلنے والا اور حقائق سے متمسک ہو اور مخلوق میں سے کسی کے ساتھ دلی وابستگی نہ رکھے"۔

شیخ شہاب الدین سہر وردیؒ نے صوفی اور تصوف کی ایک ہزار سے زائد تعریفیں بیان کی ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ان کے علاوہ متعدد دائمہ اور مشائخ نے جن میں معروف کرخی، شیخ الاسلام، زکریا انصاری، شیخ محمد بن احمد المغرئی، شیخ ابو بکر بن اسحاق بخاری اور امام عبد الوہاب شعرانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں تصوف اور صوفی کی تعریفیں بیان کی ہیں۔

المختصر تصوف اس طرز زندگی کا نام ہے جس میں تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے ذریعے معرفت ربانی کی تحصیل ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں وہ طریق شریعت جس کے ذریعے تزکیہ نفس اور صفائے باطن کے آداب واحوال معلوم ہوں اور معرفت الہی کا نور میسر آئے تصوف کہلاتا ہے۔

فصل دوم: تصوف کی حقیقت قرآن وحدیث کی روشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے دو مقاصد تھے علم ظاہری اور علم باطنی (تزکیہ نفس) لیکن کامیابی کا فیصلہ مقصود اصلی یعنی تزکیہ پر ہو گا تزکیہ نفس کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاکید سے فرمایا کہ تزکیہ نفس والا کامیاب ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى" ۔(28)

"بے شک وہی بامُراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہوں کی آلودگیوں سے) پاک ہو گیا"۔

تاکید مزید کے لئے قسم کھا کر بتایا پھر اور زیادہ تاکید کے لئے ایک قسم پر اکتفاء نہیں کیا، پانچ یا دس قسموں پر بھی اکتفاء نہیں کیا بلکہ گیارہ قسمیں کھا کر سورہ شمس میں اللہ تعالی نے خوب وضاحت فرمائی ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلَاهَا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلَّاهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشَاهَا وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنَاهَا وَالْاَرْضِ وَمَا طَحَاهَا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا "۔(29)

"قسم سورج کی اور اس کی دھوپ چڑھنے کی اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے اور دن کی جب اس کو روشن کرلے اور رات کی جب اس کو ڈھانک لیوے اور آسمان کی اور جیسا کہ اس کو بنایا اور زمین کی اور جیسا اس کو پھیلایا اور نفس کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اس کو بدی کی اور بچ کر چلنے (پرہیز گاری) کی تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوار لیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا چھوڑا"۔(30)

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ قسمیں کھا کر یہ فیصلہ سنایا ہے کہ جس کا تزکیہ نفس ہو گیا وہ کامیاب ہے اور جس نے نفس کو گندا کیا وہ ناکام ہے۔(31)

صوفیاء نے اپنے ہر کام اور عمل کو قرآن اور حدیث کے ذریعہ دی گئی ہدایت کے مطابق ہی کیا ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں خدا نے کئی جگہوں پر کہا ہے تم خدا سے محبت کرو، خدا تم سے محبت رکھتا ہے جس کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا گیا ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"۔(32)

"اگر تم سچے دل سے اللہ سے محبت رکھنے والے ہو تو تم میری پیروی کرو (میرے بتائے ہوئے طریقے کو اختیار کرو) اس سے صرف یہی نہیں ہو گا کہ تم اللہ سے محبت کرنے والے ہو جاؤ گے، بلکہ خدا بھی تم سے محبت کرنے لگے گا"۔

خدا کے لئے خود کو سپرد کر دینے والے کردار کے سلسلے میں صوفیاء کا کہنا ہے کہ اللہ نے قرآن میں بار بار یہ کہا ہے کہ تم خدا کی عبادت کرو، خود کو اس کی عبادت میں ہر وقت مشغول رکھو، جس سے ترغیب پا کر ایک جماعت نبی حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں ہی ہر وقت مسجد نبوی میں نے میں خدا کی عبادت میں مشغول رہنے لگی، جن کو اہل صفہ کہا گیا، جن کی تعداد اس وقت چار سو سے زیادہ تھی۔(33)

قرآن کی آیتوں نے ہی اس گروپ کو تصوف کے طریقے پر چلنے کے لئے راغب کیا، جو اس طرح ہے:

"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"۔ (34)

"اور میں نے جن اور انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں"۔

صوفیا کا یہ یقین کہ بندہ اپنی ریاضت اور خدا سے محبت کرنے کے سبب، خدا کا قرب تو اسے مل جاتا ہے لیکن معرفت یعنی خدا اور بندوں کے درمیان ایک کڑی بھی بن جاتی ہے اس سلسلے میں مجدد الف ثانی نے قرآن کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے۔

"وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" (35)

"اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو، میں اسے قبول کرلوں گا"۔

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ"۔(36)

"اللہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں نہیں تم ہو، جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے"۔

"وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ" ۔(37)

"ہم تمہارے بہت قریب رہتے ہیں، لیکن تم نہیں دیکھتے"۔

"وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ"(38)

"جو تمہارے دل میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں اور تمہارے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے ہم سب جانتے ہیں"۔

شیخ ابو نصر السراج نے اپنی کتاب "کتاب اللمعۃ" میں لکھا ہے کہ،

"قرآن میں صادقین، صادقات مخلصین محسنین، خائفین، عابدین، اولیاء، ابرار، مقربین وغیرہ جو الفاظ مختلف جگہوں پر استعمال کئے گئے ہیں یہ بھی تصوف سے متعلق ہیں"۔(39)

امام شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تحریر حجۃ اللہ البالغہ میں اس حدیث پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ یقینی طور سے تصوف کا مفہوم اس حدیث سے آیا ہے جو اس طرح ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سے کہا کہ احسان کے سلسلے میں آپ کیا سمجھتے ہیں، بتائیں؟ تو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے کہا کہ:

"الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ"۔(40)

"اللہ کی عبادت اس طرح سے یعنی یہ سمجھ کر کرنی چاہئے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے"۔

" أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ "۔ (41)

"سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑ اسارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے"۔

"مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ"۔(42)

"اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے"۔

تصوف کا اصل پیغام یہی ہے کہ وہ اپنی عبادت کے وقت یہ خیال کرے کہ وہ خدا کے سامنے کھڑا ہے، اس سے مخاطب ہے اگر اس کی اندرونی صلاحیت اسے نہیں دیکھ سکتی ہے تو وہ یعنی خدا اسے یقیناً ہی دیکھ رہا ہے اب رہا ذکر مجاہدہ اور ریاضت کا، تو یہ بھی کام نفس کو پاکیزہ بنانے کے لئے لازمی ہے بغیر تزکیہ نفس کے ایک آدمی اپنے اندر کے وسوسے سے نجات نہیں حاصل کر سکتا ہے وہ لالچ، چوری، حسد اور بے اطمینانی جیسی باتوں سے نجات نہیں پا سکتا ہے نفس امارہ پر قابو پانے کے لئے تزکیہ نفس کا ہونا لازمی ہے بغیر اس کے اللہ کی خوشنودی اور اس کی قربت حاصل نہیں کی جا سکتی ہے۔

تصوف کا ابتداء اور صوفی تحریک کا تاریخی ارتقاء

تصوف کی ابتدا اور صوفی تحریک اور اس کے ارتقا کو سمجھنے کے لیے عرب کے اسلامی معاشرہ اور سیاست کے بدلتے ہوئے تاریخی منظر ناموں کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے اس بدلتے ہوئے منظر نامہ، خلافت اور ملوکیت کے بدلتے ہوئے نظریہ سے تصوف کی ابتدا اور صوفی تحریک کا آغاز ہوا۔

حضرت محمد ﷺ کا آخری پیغام حجۃ الوداع

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اسلام کے تمام احکامات پر عمل کر کے واضح طور پر یہ بتا دیا کہ اسلام کیا ہے؟ اور ایک مسلمان کو اپنی ذاتی، سماجی اور سیاسی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے؟ زندگی کے آخری ایام میں "حجۃ الوداع" کے موقع پر ایک آخری خطبہ دیا اور کہا کہ اے مسلمانو، ہماری ان باتوں کو غور سے سنو اور اس پر تاعمر پوری پختگی سے عمل کرتے رہنا، ورنہ بھٹک جاؤ گے، آج اسلام مکمل ہو گیا اب اس کی تکمیل میں کسی بھی شے کی کمی نہیں رہ گئی ہے اور کہا کچھ باتیں اہم ہیں، جو بتا دینا چاہتا ہوں، جو اس طرح ہیں:

- "بد اعتقادی کا زمانہ ختم ہو چکا اب مہذب اور منظم دور سے تم گزر رہے ہو جس طرح تم اس مقدس مقام مدینہ کا اور ماہ رمضان کا احترام کرتے ہو، اسی طرح اپنے ایک مسلمان بھائی کی عزت کرتے رہنا مسلمان کا خون، دولت اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کام کا حساب لے گا دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہونا، یعنی بھٹک نہ جانا۔
- دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا، اپنی بیوی پر تمہارا جتنا حق ہے، اتنا ہی حق تمہاری بیوی کا تمہارے اوپر ہے اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور اللہ سے ڈر کر ان کے حقوق کا خیال رکھنا اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان سے سختی سے مت پیش آنا جو کھانا کھانا انھیں بھی وہی کھلانا جو پہنا، انھیں بھی وہی پہنانا وہ بھی تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں۔
- کسی بھی عربی کو کسی عجمی پر فوقیت نہیں ہے، نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر بالا دستی حاصل ہے، بلکہ سب ہی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سب برابر ہیں۔
- تمہارے کسی بھائی کی کوئی بھی چیز تمہارے لیے حلال نہیں ہے، جب تک کہ وہ اس کی اجازت نہ دیدے دیکھو، ناانصافی مت کرنا۔
- میں نے تمہارے لیے ایک ایسی رہنما چیز چھوڑی ہے، جسے مضبوطی سے پکڑے رہنا، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے یاد رکھو وہ قرآن اور میری سنت یعنی میری عملی زندگی ہے۔
- اپنے برتاؤ میں شفافیت، مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور آپسی تعلقات، یہ تین ایسی باتیں ہیں، جو سینے کو پاک رکھتی ہیں۔
- کسی بھی خاندان کو کسی نسل پر فوقیت حاصل نہیں ہے بد اعتقادی کا دور ختم ہو چکا دیکھو نسلی امتیاز کے نام پر کبھی آپس میں جھگڑا مت کرنا"۔(43)

درج بالا باتیں پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کے آخری خطبہ سے ماخوذ ہیں، جو مسلمانوں تک آخری پیغام کی شکل میں پہنچائی گئیں۔

پیغمبر اسلام کے ان احکامات پر چاروں خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے پوری تندہی سے پیروی کی، اور اس کی روشنی میں اپنی تمام سرگرمیوں کو جاری وساری کرنے کی کوشش کی ان خلفائے راشدین نے اپنی ذاتی، سماجی و سیاسی زندگی سے وابستہ تمام سرگرمیوں کو اسلام کے انہی احکام پر انجام دیا۔

عرب کا سیاسی پس منظر

> "پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے جمہوریت کی بنیاد پر خلافت قائم کی اپنی زندگی میں ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسجد نبوی کا امام مقرر کیا اس کے بعد مختلف مقامات اور قبائل سے اہل علم حضرات کا انتخاب کر کے مجلس شوریٰ کی تشکیل کی گئی، جو خلیفہ کی تقرری کیا کرتی تھی لیکن چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد یہ جمہوری نظام ناکارہ ہو گیا اور خلافت راشدہ کے بعد جو سیاسی نظام قائم ہوا، وہ پیغمبر اسلام کے احکام کے مطابق نہیں تھا"۔(44)

دور امیہ میں اسلام کی سیاسی شکل کا مرکزی نقطہ ہی بدل گیا اب خلافت کی جگہ ملوکیت نے لے لی اور یہیں سے خلافت میں بادشاہت (ملوکیت) کے تصور کا آغاز ہوتا ہے اب جمہوری، صاف وشفاف اور بہتر پالیسیوں کی جگہ پر سخت اور تاناشاہی نظام حکومت پر توجہ دی جانے لگی عوام کا رشتہ جو خلفائے راشدین کے دور میں تھا، اس کی خصوصیات اب ختم ہونے لگیں اب خلیفہ یا سلطان سے ملنا مشکل ہو گیا، دروازے پر چوکیدار یا دربان بٹھائے جانے لگے عوام سے حاصل کی گئی دولت، یعنی بیت المال کو اب اپنی ملکیت تصور کیا جانے لگا اب خلیفہ کے رتبہ کو بلند کرنے کے لیے تخت اور اس کے لیے بڑی اور عالیشان عمارتیں بنائی جانے لگیں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم وتربیت کے فروغ کی جانب توجہ کم ہونے لگی، جو اس سے قبل کے خلیفہ کی پہلی ذمہ داری ہوا کرتی تھی پیغمبر اسلام اور چاروں خلفاء کے جو سماجی، مذہبی اور سیاسی برتاؤ کی مجموعی شکل تھی، وہ سماجی زندگی میں اب صرف ایک شاندار ماضی بن کر رہ گیا اسلام کی مجموعی شبیہ اب ختم ہو گئی سیاست کو مذہب سے الگ سمجھا جانے لگا، جب کہ مسلمانوں کی ساری زندگی چاہے وہ معاشی ہو یا معاشرتی یا پھر سیاسی، ان سب کا محور پہلے اسلام ہی ہوا کرتا تھا۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اور خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے جس طرح اپنی عملی زندگی سے اسلام کے انسانیت اور محبت کے پیغام کو پیش کیا، وہ بلاشبہ پوری انسانیت کے لیے ایک نعمت ثابت ہوئی، اور بخوشی لوگ اسلام کی آغوش میں آتے چلے گئے لیکن ان چاروں خلفائے راشدین کے بعد خلافت کی جو روایت شروع ہوئی اس نے جنگ اور سلطنت اور سلطنت کی فتح اور اس کی وسعت کو اپنا مقصد بنالیا اسلام کو پھیلانے کا جوش دلا کر وسطی ایشیا کی ریاستوں کو فتح کرنا ان خلفاء کا نصب العین بن گیا سلطنت اور فتوحات نے انھیں اندھا بنا دیا وہ پیغمبر اسلام کے ذریعے دیے گئے پیغامات اور اسلام کے مقدس اصولوں کو بھی بھول گئے سنت رسول پر قائم رہنے والے مسلمانوں کو اس وقت زبردست دھکہ لگا جب تخت اور خلافت کے لیے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے نواسے اور فاطمہ زہرا کے نور چشم حضرت امام حسینؓ کو کربلا کے میدان میں شہید کر دیا گیا اس واقعہ نے ان مسلمانوں کو، جو سنت رسول پر عمل پیرا تھے، اور جو اپنی زندگی انہی اصولوں پر گزارنا چاہتے تھے، ان کو خلافت اور سیاسی مشغلوں سے نفرت ہونے لگی، اور وہ سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے بالکل الگ ایک خالص دین کی دنیا بسانے کے بارے میں سوچنے لگے، جس میں سیاست کا کہیں بھی عمل دخل نہ ہو، اس کی ناپاکی نہ ہو بلکہ پوری ایمانداری سے صرف نبی ﷺ کی عملی زندگی کی پیروی کی جائے۔

خلافت کے نام پر اتنے فسادات برپا کیے گئے کہ ان سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو گیا ایسے میں خود کو ان سے محفوظ رکھنا ہی سب سے بڑا مجاہدہ تھا کربلا کی جنگ کے بعد ہر فرد، ہر فرقہ اس سے کسی نہ کسی طور پر متاثر ہوا، اور انہی حالات کی بنیاد پر ایک ایسا گروہ وجود میں آیا، جس نے صحیح معنوں میں نبی ﷺ کے احکامات پر قائم رہنے کے لیے، اس گندے معاشرہ سے علیحدگی اختیار کر کے، خدا کی عبادت کے لیے شہر چھوڑ کر پہاڑوں کے دامن میں پناہ لے لیا، یعنی اس سیاسی اور نفاقی سماج سے باہر نکل کر ہجرت کر لینے کو زیادہ مناسب سمجھا۔

صوفیاء کا پہلا گروہ (661ء سے 850ء تک)

بصرہ اور کوفہ شہر جہاں اموی گورنروں نے مظالم کے پہاڑ ڈھائے تھے، یہیں تصوف کا پہلا مرکز بنا، اور یہیں سے یہ تحریک دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی اس پہلے گروہ کا عہد 661ء سے 850ء تک مانا جاتا ہے، جس کے سرکردہ رہنماؤں کے نام ہیں:

1. حضرت اویس قرنیؒ
2. حضرت حسن بصریؒ
3. حضرت مالک دینارؒ

4. حضرت محمد واسعؒ
5. حضرت حبیب اعظمیؒ
6. خواجہ فضیل بن ایازؒ
7. حضرت ابراہیم بن ادہمؒ

اس گروہ میں عالم اسلام کی مشہور شخصیات شامل تھیں، جن کا تعارف دنیا کے لیے قابل محتاج نہیں ان بزرگوں کا ذکر فرید الدین عطار کی تصنیف "تذکرۃ الاولیاء" میں موجود ہے۔

ان صوفیائے کرام نے نبی ﷺ کے احکامات کو اپنی زندگی میں اتار کر، اس پر سختی سے عمل کیا ان بزرگوں کی زندگی اس وقت عملی طور پر مجموعی نہیں تھی، انھوں نے اپنے مریدوں کا کوئی گروہ پیدا نہیں کیا، اور نہ ہی عبادت کے کوئی الگ طریقے اپنائے انھوں نے صرف سلطنت سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی ساری زندگی عبادت وریاضت میں صرف کر دی اگر عصر حاضر کا کوئی خلیفہ یا کوئی عہدیدار ان سے ملاقات کے لیے آتا تھا، تو وہ ان سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے لیکن اگر ان سے ملاقات ہو جاتی تو پوری ہمت کے ساتھ ان کی خامیوں کا ذکر ان کے سامنے ہی کر دیتے اس طرح کی ہمت اس وقت کسی اور فرد میں نہیں تھی کہ وہ خلیفہ کی برائی اور اس کے خلاف ایک لفظ بھی، اس کے سامنے کہہ سکے اگر کوئی شخص ایسی ہمت کرتا تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا لیکن یہ بزرگ حضرات ان باتوں سے خوف نہیں کھاتے تھے (45)۔

امام ابو حنیفہؒ، ابو سفیان ثوریؒ، خواجہ فضیل بن ایازؒ، خواجہ حبیب اعظمؒ، ابراہیم بن ادہمؒ وغیرہ ایسے بزرگ تھے، جنھوں نے اس عہد کے خلیفہ کے ذریعے کیے گئے غیر اسلامی کاموں کو یہ ثابت کر دیا کہ انہی ساری خرافاتوں کے سبب انھیں معاشرہ سے الگ ہونا پڑا ہے، اور اپنے بہتر اور پاک وصاف سلوک سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حق تو حق ہے جو ظلم وبربریت سے خوف نہیں کھاتا ہے، اور نہ ہمیں تم سے کسی قسم کا خوف وڈر ہے اور اپنی حق پرستی کے حوصلہ سے خلیفہ کے ذریعے کیے جا رہے غیر انسانی کاموں کو روکنے کی کوشش کی(46)

ان بزرگوں کا جو کارنامہ ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اگر تاریخ اسلام سے ان بزرگوں کو نکال دیا جائے تو اسلام کی تاریخ پیغمبر اسلام اور چاروں خلفائے راشدین کی تاریخ کو چھوڑ کر کوئی اور قابل تعریف وتشریح نہیں بن سکتی۔

صوفیاء کا دوسرا گروہ (آٹھویں اور نویں صدی عیسوی)

> "تاریخ اسلام کے پہلے دور کا سب سے اہم واقعہ خلافت کو ملوکیت میں تبدیل ہونا تھا صوفیائے کرام کا دوسرا گروہ اسی دور سے گزر رہا تھا جس دور میں یونان کے فلسفہ نے اسلام اور قرآن کے احکامات میں شک وشبہ پیدا کرنا شروع کر دیا"۔(47)

یونانی فلسفہ سے مسلمان سب سے پہلے مصر کی فتح کے بعد روشناس ہوئے اسکندریہ یونانی فلسفہ کی تعلیم کا مرکز تھا بنی امیہ کے دور میں صرف علم کیمیا (Chemistry) کے مطالعہ کی طرف ہی توجہ دی گئی اور سائنس کے اس موضوع پر مبنی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔(سید احمد عروج، 1981ء، ص:38)

لیکن خلافت عباسیہ کے قیام کے بعد، یونانی کتابوں سے مسلمانوں کا رشتہ مزید مضبوط ہوتا چلا گیا خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں ایک ایسی تنظیم کی بنیاد پڑی جس کا بنیادی کام دیگر زبانوں کی کتابوں کو عربی زبان میں ترجمہ کرنا تھا یونانی فلسفیوں کی تصانیف کے تراجم خلیفہ مامون رشید کے دور میں شروع ہوئے ارسطو اور دیگر فلسفیوں کی کتابوں کا ترجمہ جب عربی زبان میں ہوا تو ان کے مطالعوں نے اسلام کے اصولوں اور عقائد کو مشتبہ بنا دیا اور خلیفہ مامون رشید کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ اسلام بداعتقادی اور لغویات کی جانب متوجہ کر رہا ہے اس نے یہ حکم جاری کر دیا کہ اسلام بداعتقادی کی ترغیب دے رہا ہے، یعنی لوگ قرآن پر اعتماد کرنا چھوڑ دیں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کے پاؤں میں زنجیر باندھ کر بغداد بھیج دیا جائے گا۔

> "خلیفہ مامون الرشید کی منطقی ذہنیت اور اقتصادی ترقی جیسی دلیل انسانی زندگی کے ڈھانچے کو قائم کرنے کے نظریات نے موت کے بعد کی زندگی اور فرشتوں، تقدیروں، عذاب قبر جیسے اسلامی نظریہ کو مشتبہ بنا دیا، جس کا گہرا اثر مسلمانوں پر بھی پڑا خلیفہ مامون کی اس سوچ اور قرآن میں عقیدہ رکھنے والوں کو سزا دینے کے حکم نے مسلمانوں کو نہایت خوفزدہ کر دیا ایسی حالت میں مسلمانوں نے صوفیاء کا دامن پکڑ لینے میں ہی اپنی عافیت اور بھلائی سمجھی"۔(48)

امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوحؒ کو قرآن پر پختہ اعتقاد رکھنے کا اعلان کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا لیکن انھیں سزا دے کر جلد ہی چھوڑ بھی دیا گیا(49)

اس عہد کے مشہور صوفی تھے:

1. بایزید بسطامی
2. ذوالنون مصری
3. جنید بغدادی
4. امام احمد بن حنبل
5. محمد بن نوح

ان لوگوں نے منطق، عقل و دلیل اور اقتصادی ترقی جیسے خیالات کی جم کر مخالفت کی صوفیاء نے اپنی روحانی اصلاح، اپنے رب سے محبت اور اس کے سامنے خود کو سپرد کر دینے کو ہی اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور لوگوں کو بھی یہی سبق دیا انسان کی عقل محدود اور بے بنیاد ہے جو ہمیشہ بھٹکتی رہتی ہے جس شے کو ہم 20 برسوں تک بہتر سمجھتے رہے، 20 سال بعد وہی شے ہمیں بہتر معمولی اور بیکار لگنے لگتی ہے اگر عقل ہی سب سے کارآمد ہے تو جب وہ کسی چیز کو اپنی کسوٹی پر صحیح اور مناسب سمجھتی ہے، تو اسے اس چیز کو ہمیشہ بہتر ہی سمجھنا چاہیے اس طرح صوفیاء نے اپنی روحانی اصلاح اور خدا کے سامنے خود سپردگی کے احساس کو بیدار کر کے، اسلام کی وحدانیت کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی اس دور میں جنید بغدادی نے وحدۃ الوجود یعنی ہر ذرہ میں خدا کا جلوہ ہے، جیسے نظریہ کو فروغ دیا۔(50)

دسویں صدی عیسوی میں تصوف

اسلامی فتوحات کا سلسلہ جب دراز ہوتا چلا گیا تو اس کی وجہ سے نئے نئے علاقائی مسائل بھی سامنے آنے لگے حدیث اور قرآن میں جن مسائل کا حل موجود نہیں تھا، قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے حل کی تلاش کے لیے فقہ کی تشکیل عمل میں آئی اس کے قیام کے لیے فقہ کے چار مراکز قائم کیے گئے:

1. امام ابوحنیفہؒ کا فقہی مرکز(766-699ء)
2. امام مالکؒ کا فقہی مرکز(795-715ء)
3. امام شافعیؒ کا فقہی مرکز(820-767ء)
4. امام احمد بن حنبلؒ کا فقہی مرکز(855-780ء)

فقہ کے ان چاروں مراکز نے اسلامی معاشرے کی ضروریات و مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی اور ان کی کوششیں بار آور بھی ثابت ہوئیں اس دور کے حکمراں اور علماء نے اسے قبول بھی کیا، اور انہی اسلامی فقہ کو مسلمانوں کے شرعی مسائل کو سلجھانے میں استعمال بھی کیا جانے لگا، لیکن ایک بہت بڑی مشکل یہ پیدا ہو گئی کہ ہر حکمراں طبقہ اسلامی شریعت کی پکڑ سے بچنے کے لیے ان چاروں اماموں کے فقہ میں سے کوئی نہ کوئی فقہ ڈھونڈ کر خود کو نکالنے یعنی اپنے بچنے کا راستہ نکال ہی لیتا تھا اور قرآن وحدیث کے بنیادی اصولوں اور احکامات پر کوئی دھیان نہیں دیا جاتا تھا۔(51)(شیخ محمد اکرم، 1991ء، ص:74)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اس حالت کا بیان اپنی تصنیف "تذکرہ" میں کیا ہے کہ،

"اب کیا تھا؟ فقہ کے نام پر ہر ذی شعور نے تیزی دکھائی اور ہر خواب پورا ہوتا دکھائی دینے لگا اب مذہب اسلام میں صداقت وحق کی جگہ پر دھوکہ دہی اور مظالم کے راستے کھل گئے عورتوں کے ساتھ غلط تعلقات جیسے متعدد واقعات کو درست ٹھہرانے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ نکال کر نکاح شرعی بنا دیا جاتا تھا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنی دولت بیوی کے نام کی گئی اسی طرح شریعت کی آڑ میں غیر شرعی کام ہونے لگے"۔

دسویں صدی کے مشہور صوفیاء

1. شیخ ابوسعید ابن عربی(895ء)
2. شیخ ابو محمد الحلدی(952ء)

3. شیخ ابو نصر السراج(988ء)
4. شیخ ابو طالب مکی(994ء)
5. شیخ ابو بکر(1000ء)
6. شیخ ابو عبد الرحمن السومی(1021ء)

ان بزرگوں نے اجتماعی طور پر ادب کے ذریعے ان مذہبی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی اور یہ پیغام دیا کہ جب تک دل کی دنیا پاک نہیں ہوگی، انسان کی زندگی میں کیف پیدا نہیں ہوگا، یعنی کسی بھی حالت میں انسانیت کا فروغ تب تک ممکن نہیں ہے جب تک اس کی روح غلطیوں سے پاک نہ ہو جائے اس کے لیے خدا کی جانب مائل ہونا پڑے گا، یعنی اللہ سے لولگانی ہوگی اور انسانی کردار و برتاؤ کی سطح کو بلند کرتا ہو گا۔(52)

صوفیاء کے درمیان اخلاق سے متعلق جو نظریہ موجود تھا اس کے بارے میں مولانا شبلی نعمانیؒ نے شعر العجم، جلد پنجم میں لکھا ہے کہ،

"شریعت اور اخلاق کے تحت جن باتوں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ یہ ہیں: صبر، رضا، توکل، استغفار، استغناء قناعت وغیرہ۔ آدمی ان باتوں پر عمل اس لیے نہیں کرتا ہے کہ شریعت نے اس کی تعلیم دی ہے اس کی پیروی کرنے سے جنت ملے گی، بلکہ ایک صوفی دل پر جبر کر کے صبر اختیار کرتا ہے۔ آدمی نماز اس لیے نہیں پڑھتا کہ اس کو نہ پڑھنے سے دوزخ میں جانا پڑے گا، بلکہ اس لیے پڑھتا ہے کہ اسے چھوڑنا اس کے اختیار میں نہیں، یہ تصوف کا عملی حصہ ہے"۔(53)

دسویں صدی عیسوی میں صوفیاء نے اسلامی ادب کی تخلیق بھی شروع کر دی اور لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ تصوف کیا ہے؟ صوفیوں کا مقصد کیا ہے؟ انھوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی کہ تصوف روح کی اصلاح، خدا سے محبت اور حسن سلوک کو زندگی میں اتارنے کی ترغیب دیتا ہے، جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی عملی زندگی تھی، اس کو اپنی زندگی میں اتارنا صوفیاء کا نصب امین ہے۔

شیخ ابو سعید ابن عربیؒ نے طبقات نامی کتاب لکھی اور اس میں تمام صوفیاء کرام کے کاموں کا ذکر کیا گیا شیخ ابو محمد الخلدی کی حکایت الاولیاء بھی اسی عہد میں تصنیف کی گئی شیخ عبد اللہ انصاری نے طبقات صوفیاء کی تخلیق کی مولانا جامی نے نفحات الانس طبقات صوفیاء کے توسط سے ایک کتاب تحریر کی شیخ ابو طالب قرآن وحدیث کے جید عالم تھے، انھوں نے قوۃ القلوب کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ تصوف نے بنیادی طور پر قرآن وحدیث سے جنم لیا ہے اس کتاب میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عبادت کے باطنی پہلو کا مقصد کیا ہے؟

شیخ ابو بکرؒ نے التعارف المذہب اہل التصوف کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں اسلام کے ہر ایک اصول کی تفصیل بیان کی اور یہ بتایا کہ یہی صوفیوں کا ایمان اور سلوک تھا اس کتاب میں تصوف کی تعریف نہایت واضح ثبوت کی بنیاد پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس عہد کی سب سے مشہور تصنیف شیخ ابو نصر السراج کی کتاب، کتاب اللمع ہے اس میں تصوف کی بنیادی باتوں اور علوم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے نیت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ نیت خدا کے ساتھ ہے اور خدا سے ہے اور خدا کے لیے ہے۔(54)

دسویں صدی عیسوی میں تصوف نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی تھی اس دور میں مستند کتابوں کی تخلیق کی گئی تصوف اس زمانے میں ایک گروہ کی شکل اختیار کر چکا تھا، لیکن یہ تینوں ابھی اپنے ابتدائی دور میں تھے کتابیں رسائل کی شکل میں تھیں ان رسالوں میں صوفیاء کرام کی حالت کا ذکر کیا گیا تھا یا کسی خاص موضوع پر وضاحت کی گئی تھی تصوف کی مکمل تعبیر و تشریح ابھی پوری طرح وجود میں نہیں آئی تھی، تاہم اس کی ابتدا ضرور ہو گئی تھی گروہوں کا بھی یہی حال تھا یہ پوری طرح منظم نہیں ہوئے تھے، بلکہ تنظیم کی شکل اختیار کر رہے تھے(55)

گیارہویں صدی عیسوی میں تصوف

گیارہویں صدی عیسوی کے مشہور و معروف مشائخ درج ذیل ہیں

1. شیخ ابو نعیم اصبہانی(1038ء)
2. شیخ ابو قاسم قشیری(1072ء)
3. شیخ علی ہجویری(1072ء)
4. شیخ عبد اللہ انصاری(1088ء)

5. شیخ ابو سعید ابی الخیر (1049ء)

شیخ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن اسحق اصبہانی حدیث کے علم میں اپنا ایک الگ مقام رکھتے تھے، جنھوں نے اپنی مشہور تخلیق حلیۃ الاولیاء میں ایک ہزار سے زیادہ صوفیاء کرام کی تاریخ بیان کی ہے یہ کتاب دس جلدوں میں شائع ہوئی، جو صوفیاء کرام کی سوانح اور ان کے تعارف کے لیے ایک مستند اور معتبر کتاب مانی جاتی ہے۔

شیخ ابو القاسم قشیریؒ اس عہد کے دوسرے سب سے معروف صوفی تھے جنھوں نے قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد رسالہ فن تصوف کی تصنیف کی جو بہت مشہور کتاب تصور کی جاتی ہے اس میں تصوف کے مختلف اصولوں کا ذکر کیا گیا ہے اپنی اس تخلیق میں انھوں نے صوفیاء اور تصوف کے سلسلے میں جو قیاس آرائیاں کی جارہی تھیں اور جو الزامات لگائے جارہے تھے، ان کی تردید حقائق کی بنیاد پر کرنے کی کوشش کی اور یہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی کہ تصوف شریعت یا سنت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے ان کی ان دلیلوں اور حقائق نے تصوف کی مخالفت کرنے والے لوگوں کا منہ بند کر دیا اب تصوف کی راہ میں آنے والی رکاوٹیں دور ہو گئیں اور اس کی آگے کی راہ ہموار ہونے لگی۔

شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوریؒ ایک مشہور عالم دین اور نہایت ذہین صوفی تھے ان کو مشائخ (صوفیاء) سے ملنے اور ان کے ساتھ گھومنے پھرنے کا بڑا شوق تھا انھوں نے شام سے لے کر ترکمانستان تک اور ادھر سندھ کے ساحل تک سفر کیا اور اخیر میں لاہور آکر یہیں سکونت اختیار کر لی ان کی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" ہے جو تصوف کی دنیا میں ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب تصور کی جاتی ہے انھوں نے بھی اپنی تحریروں کے ذریعے تصوف کو اسلام اور شریعت سے جوڑنے اور تصوف سے متعلق مشکوک خیالات کو اپنے حقائق کی بنیاد پر واضح کرنے کی کوشش کی ان کی تصنیف کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس سے قبل جتنی بھی کتابیں تحریر کی گئیں، وہ سب کی سب عربی زبان میں تھیں لیکن انھوں نے پہلی بار اپنی کتاب فارسی زبان میں تحریر کی، جس سے تصوف کو بڑے پیمانے پر عام کرنے کا موقع ملا یہ کتاب آج بھی ہر صوفی کے پاس محفوظ ملے گی اس کی تصنیف سے مشائخ کی آگے کی راہیں ہموار ہو گئیں۔(56)

شیخ عبد اللہ انصاری ہروی جو "پیر ہروی" کے نام سے مشہور ہیں، اپنے دور کے مشہور و معروف محدث اور صوفی تھے وہ امام حنبلؒ کے فقہ سے متاثر تھے تصوف کے فروغ میں انھوں نے خاص تعاون پیش کیا ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

1. منازل السائرین
2. طبقات الصوفیاء
3. کتاب جامع الکلام
4. مناجات

شیخ عبد اللہ ہروی کی تخلیقات ہندوستانی صوفیاء کرام کے درمیان زیادہ مشہور ہوئیں شیخ حمید الدین ناگوری نے اپنے ملفوظات میں جگہ جگہ ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

اس دور میں ادب کی شکل میں تصوف پر بنی جو کتابیں منظر عام پر آئیں، اس کے دور رس اثرات پڑے اور تصوف کے بارے میں جن مشکوک باتوں کی تشہیر کی گئی تھی، ان کا خاتمہ ہو گیا اور اب ہر نظریہ فکر کے صوفیاء و علماء نے تصوف کے حق میں لکھنا شروع کر دیا۔

بارہویں صدی عیسوی میں تصوف

بارہویں صدی عیسوی کے مشہور مشائخ درج ذیل ہیں:

امام غزالیؒ (1111ء)

شیخ عبد القادر جیلانیؒ (1166ء)

شیخ محی الدین ابن عربیؒ (1165ء سے 1245ء)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (1144ء سے 1234ء)

شیخ اکبرؒ (1165ء میں اسپین میں پیدا ہوئے)

خواجہ شیخ فرید الدین عطارؒ (1230ء)

حکیم سنائیؒ (ہم عصر عظیم صوفی شاعر)

بار ہوی صدی عیسوی کا زمانہ امام غزالیؒ (1111ء) کا دور مانا جاتا ہے، جو صوفی دنیا کے مشہور و معروف صوفی ہیں امام غزالیؒ کو تصوف کا مرکزی نقطہ تصور کیا جاتا ہے انھوں نے اپنے دور میں تصوف کی تبلیغ کے لیے 300 سے زیادہ تربیت یافتہ صوفی تیار کیے تا کہ وہ پوری دنیا میں جا کر تصوف اور اسلام مذہب کی تعلیمات کو عام کر سکیں امام صاحب نے تصوف کی تشریح و توسیع اس طرح کی کہ تصوف کا مطالعہ ایک نصاب کی شکل میں کیا جانے لگا امام غزالیؒ ایک عظیم دانشور تھے جنھوں نے دین اسلام کی تشریح اپنے علم اور حقائق کی بنیاد پر اس طرح کی کہ پورے اسلام کی شکل و صورت ہی تصوف کے ارد گرد گردش کرتی محسوس ہونے لگی۔

بارہویں صدی کے دوسرے عظیم اور مشہور صوفی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ (1166ء) ہیں امام غزالیؒ نے جہاں ایک طرف تصوف کی تشریح کر کے لوگوں کو اس کا مطالعہ ایک نصاب کی شکل میں کرنے پر مجبور کر دیا، تو دوسری جانب شیخ جیلانیؒ نے تصوف اور اس کے نظریات و اصول کو عملی شکل دے کر دنیا کو اس کی راہ پر چلنے کے لیے آمادہ کر دیا ان کی تعریف ضیاء الدین برنی نے "تاریخ فیروز شاہی" میں کی ہے لکھا ہے کہ، شیخ جیلانیؒ نے اپنے برتاؤ اور اصول سے اسلامی تصوف میں ہنگامہ برپا کر دیا، جو اپنے آپ میں ایک عدیم المثال کارنامہ تھا ان کی تعلیمات نے بدھ مذہب کو زیادہ متاثر کیا افغانستان اور اس کے پڑوسی ممالک میں ایک طرح سے اسلامی انقلاب برپا کر دیا اور ہزاروں لوگوں نے ان کے سلوک سے مذہب اسلام کو قبول کر لیا۔ ان کی مشہور تصانیف فتوح الغیب، فتح ربانی اور الفیوضات الربانیہ ہیں ۔(57)

بارہویں صدی کے اخیر میں بھی کئی مشہور صوفی پیدا ہوئے، جنھوں نے تصوف اور اس کی تحریک کو آگے بڑھانے میں نہایت اہم کارنامہ انجام دیا ان میں سے چند کے نام ہیں، شیخ محی الدین ابن عربیؒ (1165ء سے 1240ء)، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (1144ء سے 1234ء) ان دونوں نے تصوف کی دنیا میں کئی حیران کن کارنامے انجام دیے۔(58)

> "شیخ اکبر 1165ء میں اسپین میں پیدا ہوئے، جنھوں نے تصوف سے متعلق 500 سے زیادہ کتابیں تحریر کیں، جن میں 150 اب بھی محفوظ ہیں شیخ اکبر نے وحدت الوجود کے نظریہ کی تعبیر اس طرح پیش کی کہ یہ تصوف کی روح بن گئی"۔(59)

بارہویں صدی عیسوی نے تصوف کو اجاگر کرنے کے لیے عظیم صوفی شعراء کو جنم دیا،

> "جن میں خواجہ فرید الدین عطارؒ نے صوفیانہ شاعری کی تخلیق کے ذریعے تصوف میں جوش و امنگ بھر دیا انھوں نے غزل، قصیدہ، رباعی کے ذریعے تصوف کی روح کو اس طرح پیش کرنا شروع کر دیا کہ ان اشعار کو جہاں بھی پڑھا جاتا، وہاں وحدت ہی وحدت کا ماحول پیدا ہونے لگتا"۔(60)

نتیجتاً، ہم دیکھتے ہیں کہ بارہویں صدی عیسویں میں تصوف ایک نصاب کی شکل میں کمال عروج تک پہنچ گیا امام غزالی، شیخ اکبر، شیخ شہاب الدین سہروردی کی فکر نے تصوف اور صوفی کے فلسفیانہ عناصر کی اس طرح تشہیر کی کہ تصوف کی ترویج و ترقی کی راہ مزید ہموار ہو گئی حکیم سنائی اور خواجہ عطار کے اشعار اس قدر اثر انگیز تھے کہ انھوں نے عشق الٰہی کے جذبات کو پھیلانے میں آگ کی طرح کام کیا اب تصوف کو صرف سماجی انقلاب کی شکل اختیار کرنی باقی رہ گئی تھی جس کی تکمیل تیرہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔(61)

تیرہویں صدی عیسوی میں تصوف

تیرہویں صدی عیسوی میں تصوف تنقید کی تمام سرحدیں پار کر کے اپنی بلوغت کے دور میں داخل ہو گیا بارہویں صدی عیسوی میں امام غزالی اور شیخ اکبر اور دیگر صوفیاء کرام کی محنت و کاوش اور ان کی ادبی عملی سرگرمیوں سے، تیرہویں صدی عیسوی میں تصوف اپنے ارتقا کے بام عروج پر پہنچ گیا۔

> تصوف کی ابتدا اور اس کی ترقی مسلمانوں کی ان سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر ہوئی، جن سے دین اسلام اور رسول اللہ کی سنت کی اندیکھی ہوئی تھی آخری خلیفہ حضرت علی ؓ کے بعد، مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور مذہبی بالادستی کا زوال شروع ہو گیا جس کا سلسلہ تیرہویں صدی عیسوی تک چلتا رہا تیرہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی سیاسی صورت حال اتنی خراب ہو گئی کہ ان کا انتظامی ڈھانچہ پوری طرح بکھر کر رہ گیا اس دور کا حکمراں خوارزم شاہ جب اپنے 100 افسروں کو حاضر ہونے کا حکم دیتا، تو ان میں صرف 10 ہی اس کے حکموں کی تعمیل کرتے پوری سلطنت میں لوٹ پاٹ کے واقعات عام ہونے لگے انتظامی سرگرمیاں بالکل ناکام ہو گئیں بغداد کا وہ علاقہ، جو تاجروں سے ہمیشہ بھرا رہتا تھا، اب وہاں کبوتر بازوں کے اڈے بن گئے۔(62)

مسلمانوں کے کردار و برتاؤ میں گراوٹ اور ان کے سماجی و سیاسی انتشار کے سبب ہی منگولوں کے حملے ہوئے، اور منگولوں نے پورے بغداد اور مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کو تباہ و برباد کر دیا بغداد، جو اسلامی حکومت کا مرکز تصور کیا جاتا تھا، منگولوں نے وہاں پر اس قدر قتل عام کیا کہ سارے شہر میں خون کا سیلاب دکھائی دینے لگا، دریائے دجلہ مسلمانوں کی لاشوں سے بھر گئی اور میلوں دور تک اس کا پانی خون سے سرخ ہو گیا خانقاہوں اور مدرسوں کو مسمار کر کے ان کی نشانیوں کو مٹا دیا گیا کتب خانوں کو نذر آتش کر کے انھیں خاکستر کر دیا گیا مسلم ممالک پر منگولوں نے اس طرح حملہ کیا اور ان کو اس طرح تباہ و برباد کرنا شروع کیا کہ اس کی کوئی بھی نشانی باقی نہ رہے(63)

منگولوں کے حملوں اور بڑے پیمانے پر قتل و غارت گری نے مسلمانوں کو اپنے اللہ کی جانب مائل ہونے پر مجبور کر دیا اور وہ اپنے خدا کی جانب لوٹنے کے لیے بے بس و بے تاب نظر آنے لگے تبع تابعین اب تصوف کی طرف آمادہ ہونے لگے اور شہر چھوڑ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے وہ اب سیاسی اور دنیاوی شان و شوکت کو چھوڑ کر اسلام کے احکامات کو اپنی زندگی میں اتارنے اور ان پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے نتیجہ کے طور پر ان تبع تابعین نے اپنے اسلامی اخلاق اور برتاؤ کو اپنی زندگیوں میں اس طرح اتارا کہ ان کے بہتر اخلاق و کردار اور برتاؤ نے منگولوں جیسے بربر حملہ آوروں کو اتنا متاثر کیا کہ وہ بھی ایمان لانے لگے اور اسلام کی آغوش میں آ گئے جن منگول حملہ آوروں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام ہوا، انہی کے ذریعے اسلام کی تعمیر بھی ہوئی منگول حملہ کی وجہ سے اسلام کے اندر جو انتشار پیدا ہوا اسے منگولوں نے دوبارہ منتظم کرنا شروع کر دیا، جس کے اثر سے کوئی بھی ملک اچھوتا نہ بچا وسطی ایشیا، ایران، افغانستان، ہندوستان اور یورپ کے کئی ممالک منگول حکمرانوں کے زیر اقتدار آ گئے اور اسلام ایک بار پھر منگولوں کے ہاتھوں اپنے بام عروج پر پہنچ گیا۔(64)

نتیجہ کے طور پر جب ہم ان حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہی لوگ، جنھوں نے شہر چھوڑ کر تصوف کی راہ کو اختیار کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ منگولوں کے قتل و غارت سے بچ گئے تھے، انھوں نے اپنے اخلاق و کردار اور خصلت و عادات سے منگولوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ بھی اپنے غضب ناک برتاؤ کو چھوڑ کر اسلام مذہب میں شامل ہو گئے اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آٹھویں صدی عیسوی سے اٹھا یہ سوال کہ تصوف کیا ہے؟ ہر صدی عیسوی میں تصوف نے اپنی تعبیر و تشریح پیش کرتے کرتے تیرہویں صدی عیسویں میں آکر یہ ثابت کر دیا کہ تصوف خدا کا وہ راستہ ہے جو حقیقی شکل میں مذہب اسلام کو اپنی زندگی میں شامل کرنے اور تمام انسانوں کے ساتھ بہتر اخلاق و کردار اور بہتر برتاد و سلوک قائم کرنے اور خود کو قرآن کے احکامات پر قائم کرنے کا نام تصوف ہے، اور اس پر خود کو قائم کرنے والا ہی صوفی ہے۔

تیرہویں صدی عیسویں میں حالات سے مجبور ہو کر جو عالم تصوف کی طرف مائل ہوئے، ان میں درج ذیل کے نام قابل ذکر ہیں:

مولانا رومؒ

شیخ سعدیؒ

اوحدی

عراقی۔(ایضاً، ص:76)

صوفی سلسلے

تیرہویں صدی عیسوی کے مشہور شاعروں نے اس طرح کی روحانی شاعری کی تخلیق کی کہ پورا معاشرہ تصوف کے رنگ میں رنگ گیا اور مشائخ صوفیاء کرام نے اس طرح کی روحانی تعلیم و تربیت کا نظام شروع کیا کہ کوئی بھی فرد ان کے اثر سے اچھوتا نہیں رہ سکا ولایت کے بارے میں قطب، ابدال وغیرہ کے مسئلے پر جو تنازع چل رہا تھا، منگولوں کے بربر حملوں اور ان کے اثرات نے اسے ختم کر دیا اور ان تبع تابعین، یعنی صوفیوں کو متحد ہو کر حقیقی معنوں میں مذہب اسلام کو قائم کرنے اور اس کی ترویج و تبلیغ کے کام کرنے کے لیے آمادہ آیا اور ہر مقام پر اسلامی تعلیم و تربیت کے مراکز کھولے گئے اسی تناظر میں کئی سلسلوں کا وجود ہوا، جن میں سے چند اہم کے نام ہیں:

خواجگان سلسلہ، قادریہ سلسلہ، چشتیہ سلسلہ، سہروردیہ سلسلہ

خواجگان سلسلہ

> ”سلسلوں کی ابتدا میں سب سے پہلے خواجگان سلسلہ وجود میں آیا یہ سلسلہ سب سے پہلے ترکمانستان میں قائم ہوا اس کے مشہور بزرگ خواجہ محمد عطایسویؒ (1166ء) تھے ان کے بعد اس سلسلہ کے مشہور خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ (1179ء) تھے، جنھوں نے اس سلسلہ کے فروغ کے لیے کافی کوشش کی لیکن اس سلسلہ کو شہرت و مقبولیت عطا کرنے کا کام خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ

(1388ء) نے کیا، اور انہی بزرگ صوفی کے ساتھ یہ سلسلہ نقشبندیہ سلسلہ کے نام سے جانا جانے لگا کئی نسلوں کے بعد یہ سلسلہ ہندوستان میں 1603ء میں خواجہ باقی باللہؒ کے توسط سے آیا اس سلسلہ کو خواجہ باقی باللہؒ کے خلیفہ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ (1624ء) نے، ہندوستان میں خاص طور سے پھیلایا، جن کے نام سے یہ سلسلہ، مجددیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہوا"۔(65)

قادریہ سلسلہ

اس سلسلہ کی شروعات شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ (1166ء) نے کی تھی، جن کی مزار بغداد میں ہے انھوں نے اپنے دورِ حیات میں ہی اپنے متعدد مریدوں کو تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ کر کے مختلف اسلامی ممالک میں اپنا خلیفہ (جانشین) بنا کر بھیجا، جس کا عروج روز بروز ہوتا چلا گیا ان کے بڑے فرزند سید ناسیف الدین، عبد الوہاب جیلانی حضرت خواجہ غریب نواز کے ہمراہ ہندوستان آئے جن کا مزار اقدس درگاہ بڑے پیر کے نام سے ناگور شریف میں ہے"۔(66)

چشتیہ سلسلہ

چشتیہ سلسلہ کی بنیاد شیخ ابو اسحٰق شامیؒ (940ء) نے ڈالی لیکن اسے منظم اور وسیع کرنے کا سہرا خواجہ معین الدین حسن سنجری (1235ء) کے سر جاتا ہے (67)۔

سہروردیہ سلسلہ

اس سلسلہ کے مشہور و معروف صوفی شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (1234ء) ہیں، جنھوں نے اپنی زندگی میں ہی ایک ایسے تربیتی مرکز کی بنیاد ڈالی جہاں سے متعدد صوفیوں کو تعلیم و تربیت دے کر مختلف اسلامی ممالک میں کام کرنے کے لیے بھیجا شیخ شہاب الدین سہروردی کی نظر خاص طور سے ہندوستان پر تھی انھوں نے مذہب اسلام کی ترویج و تبلیغ کے لیے متعدد تعلیم و تربیت یافتہ صوفیوں کو ہندوستان میں خلیفہ بنا کر بھیجا ان میں شیخ نور الدین مبارک غزنوی، شیخ ضیاء الدین رومی، قاضی حمید الدین ناگوری قابل ذکر ہیں لیکن ان میں سہروردیہ سلسلہ کو فروغ دینے کا سہرا شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے سر جاتا ہے، جنھوں نے ملتان اور اُچ کے علاوہ دیگر علاقوں میں سہروردیہ سلسلہ کی اہم خانقاہیں قائم کیں (68)

نقشبندیہ سلسلہ

نقش بندیہ سلسلہ کے بانی حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندیؒ (1388ء) ہیں ہندوستان میں یہ سلسلہ خواجہ باقی باللہؒ (1603ء) کے توسط سے پہنچا، جن کی درگاہ پرانی دہلی میں صدر بازار سے پہلے عید گاہ روڈ پر واقع ہے ان کے مشہور خلیفہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (1664ء) اور شیخ عبد الحق دہلویؒ (1642ء) ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصومؒ (1668ء) ان کے جانشین ہوئے شیخ احمد سرہندیؒ کے پوتے شیخ سیف الدینؒ (1686ء) سے شہنشاہ اورنگ زیب نے بھی بیعت کی تھی، یعنی ان کے شاگرد بنے تھے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید (1781ء) کے خلیفہ شاہ غلام علی دہلوی (1824ء) ہیں، ان کے ملفوظات "دار المعارف" اور "ملفوظات شریفہ" میں ان نقشبندی بزرگوں کا بیان ملتا ہے۔

شطاریہ سلسلہ

صوفیاء کا ایک سلسلہ ستاریہ ہے، جو ایران میں ہے ایران میں یہ سلسلہ عشقیہ اور روم میں بسطامیہ کہلاتا ہے "ستار" کا معنی ہے تیز چلنے والا، طریقت کی راہ میں اس قسم کے صوفیاء تیز حرکت کرنے والے ہوتے ہیں، اس لیے یہ سلسلہ شطاریہ سلسلہ کہلایا، ہندوستان میں اس کے بانی شاہ عبد اللہ شطاری (1572ء) ہیں یہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے صاحبزادوں میں تھے جنھوں نے بہت لمبا سفر کیا تھا ان کا مزار سعدیہ آباد مانڈو قلع کے اندر خلجی شاہ کے مقبرہ کے قریب ایک چبوترے پر واقع ہے شطاریہ سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ شاہ وجیہ الدین علوی (1588ء) احمد آباد میں ہیں دوسرے شیخ محمد غوث گوالیری (1562ء) ہیں جو شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری (1230ء) کے اولادوں میں سے تھے جب شیر شاہ سوری (1539-1545ء) نے ہمایوں بادشاہ (1556-1530ء) کو شکست دی اور ہمایوں ایران جا چلا گیا، تو شیخ محمد غوث ہجرت کر کے گجرات چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی شیخ عیسیٰ جند اللہ برہان پوری ان کے جانشین بنے شیخ محمد غوث سنسکرت بھی جانتے تھے انھوں نے یوگا پر ایک کتاب امرت کنڈ کا فارسی میں ترجمہ کیا اس کتاب میں یوگا کا وہ طریقہ بتایا گیا تھا، جس کی ورزش سے اپنے اعصاب پر قابو پایا جا سکتا ہے انھوں نے ریاضت کے لیے یوگا کی اہمیت کو اجاگر کیا، 40 دنوں تک گنگا کے کنارے بیٹھ کر اور چنار کی پہاڑیوں میں گزار کر اس کی ریاضت کی تھی جواہر خمسہ، کلید مخازن، من الوحدت، ضمائر اور بصائر وغیرہ ان کی اہم تصانیف ہیں۔

حوالہ جات

1۔ محمد اسماعیل سنبھلی، مقاماتِ تصوف (یونیورسل بک، لاہور، 1982ء)، 26

2۔ ایضاً، 12

3۔ عاصم نعمانی، تصوف اور تعمیرِ سیرت (مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، 1979ء)، 78

4۔ عبد القادر عیسیٰ الشاذلی، حقائق عن التصوف (دار العرفان، حلب، 1998ء)، 25–26

5۔ مولانا محب اللہ، دین پر چلنا کیوں مشکل ہو گیا (خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، لورلائی، 1447ھ)، 12

6۔ اللہ یار خان، دلائل السلوک (ادارہ تالیفات اویسیہ، میانوالی، 1992ء)، 25

7۔ ابو الفتح الشیخ، تصوف کا مقصد (دار الکتب السلفیہ، لاہور، 2014ء)، 29

8۔ لوئیس المعلوف، المنجد فی اللغۃ والأعلام (دار المشرق، بیروت، 1414ھ)، 570

9۔ عبد الکریم بن ہوازن القشیری، الرسالۃ القشیریۃ (ادارہ پیغام القرآن، لاہور، 2007ء)، 126

10۔ احمد بن محمد الحسنی، التہذیب (دار المشرق، بیروت، س ن)، 16

11۔ ایضاً

12۔ عبد الکریم بن ہوازن القشیری، الرسالۃ القشیریۃ، 126

13۔ عبد القادر عیسیٰ الشاذلی، حقائق عن التصوف (دار العرفان، حلب، 1998ء)، 28

14۔ اللہ یار خان، دلائل السلوک، 27

15۔ القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، 3:164

16۔ اللہ یار خان، دلائل السلوک 25

17۔ القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، 3:31

18۔ شیخ عبد القادر جیلانی، آداب السلوک (زاویہ، لاہور 2000ء)، 25

19۔ علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب (مکتبہ شمس و قمر، لاہور، 2004ء)29

20۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اقبال اکدمی، لاہور، 2006ء)، 58

21۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت مجلس نشریات اسلام کراچی 1397ھ)، 50

22۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، 47

23۔ زکریا بن محمد الانصاری، شرح الرسالۃ القشیریۃ (ادارہ پیغام القرآن، لاہور 2007ء)، 69

24۔ ڈاکٹر نور الدین، اسلامی تصوف اور اقبال (اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 1997ء)، 50

25۔ لوئیس المعلوف، المنجد فی اللغۃ والأعلام (دار المشرق، بیروت، 1414ھ)، 66

26۔ عبد القادر عیسیٰ الشاذلی، حقائق عن التصوف (دار العرفان، حلب، 1998ء)، 33

27۔ جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، ترجمہ: شمس بریلوی (ممتاز اکیڈمی، لاہور س ن)، 36

28۔ القرآن الکریم، سورۃ الاعلیٰ، 14:87

29۔ القرآن الکریم، سورۃ الشمس، 1:91–10

30۔ شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی (مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008ء)، سورۃ الشمس، آیات 1–10

31۔ مولانا محب اللہ، دین پر چلنا کیوں مشکل ہو گیا، 15

32۔ القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، 31:3

33۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت (ادارۂ ادبیاتِ دلی، دہلی، 1980ء)، 49

34۔ القرآن الکریم، سورۃ الذاریات، 56:51
35۔ القرآن الکریم، سورۃ المؤمن، 60:40
36۔ القرآن الکریم، سورۃ الحدید، 4:57
37۔ القرآن الکریم، سورۃ الواقعہ، 85:56
38۔ القرآن الکریم، سورۃ ق، 16:50
39۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت (ادارۂ ادبیاتِ دلی، دہلی، 1980ء)، 55
40۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری (دار ابن کثیر، دمشق / بیروت، 1402ھ)، کتاب التفسیر، باب « قولہ إن اللہ عندہ علم الساعۃ »، حدیث 50
41۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری ([ناشر]، [مقام]، 1414ھ)، کتاب الایمان، باب « فضل من استبرأ لدینہ »، حدیث 7563
42۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب « فضل ذکر اللہ عزوجل »، حدیث 6407
43۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت (ندوۃ المصنفین، دہلی، 1953ء)، 64–67
44۔ ایضاً، 66
45۔ ایضاً، 81
46۔ ایضاً، 82
47۔ شیخ محمد اکرم، رود کوثر (مرکنٹائل پریس، لاہور، س ن)، 74
48۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت (ندوۃ المصنفین، دہلی، 1953ء)، 38
49۔ ایضاً
50۔ ایضاً، 40
51۔ شیخ محمد اکرم، رود کوثر، 74
52۔ ایضاً، 81
53۔ مولانا شبلی نعمانی، شعر العجم، (معارف پریس اعظم گڑھ، 1395ھ)، 144
54۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، 88
55۔ ایضاً، 89
56۔ ایضاً، 101
57۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، من کی دنیا (نیو تاج آفس، دہلی، س ن)، 119
58۔ ایضاً، 120
59۔ خورشید احمد گیلانی، روح تصوف (فرید بک اسٹال، لاہور 1987ء)، 155
60۔ یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف (دار الکتاب، لاہور، 2001ء)، 510
61۔ پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی، حضرت سلطان باہو: احوال و مقامات (مجلس دعوت الامیر، صوفی فاؤنڈیشن، لاہور / نوشہرہ، 1983ء)، 72–73
62۔ ایضاً، 74
63۔ ایضاً
64۔ ایضاً، 75
65۔ یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف (دار الکتاب، لاہور، 2001ء)، 29
66۔ ایضاً، 30

67- ایضاً

68- ایضاً، 31

References in Roman

1. Muhammad Ismail Sambhali, Maqamat-e-Tasawwuf (Universal Book, Lahore, 1982ء), 26
2. Ibid, 12
3. Asim Naumani, Tasawwuf aur Tameer-e-Seerat (Markazi Maktaba Islami Publishers, Nai Dilli, 1979ء), 78
4. Abdul Qadir Isa al-Shadhili, Haqaiq 'an al-Tasawwuf (Dar al-Irfan, Halab, 1998ء), 25–26
5. Maulana Muhibullah, Deen Par Chalna Kyun Mushkil Ho Gaya (Khanqah Sirajiyyah Naqshbandiyyah, Loralai, 1447ھ), 12
6. Allah Yar Khan, Dalail al-Suluk (Idara Ta'lifat Awaisiyyah, Mianwali, 1992ء), 25
7. Abu al-Fath al-Shaikh, Tasawwuf ka Maqsad (Dar al-Kutub al-Salafiyyah, Lahore, 2014ء), 29
8. Louis Maalouf, Al-Munjid fi al-Lughah wa al-A'lam (Dar al-Mashriq, Beirut, 1414ھ), 570
9. Abdul Karim bin Hawazin al-Qushayri, Al-Risalah al-Qushayriyyah (Idara Paigham-ul-Quran, Lahore, 2007ء), 126
10. Ahmad bin Muhammad al-Hasani, Al-Tahdhib (Dar al-Mashriq, Beirut, S.N.), 16
11. Ibid
12. Abdul Karim bin Hawazin al-Qushayri, Al-Risalah al-Qushayriyyah, 126
13. Abdul Qadir Isa al-Shadhili, Haqaiq 'an al-Tasawwuf (Dar al-Irfan, Halab, 1998ء), 28
14. Allah Yar Khan, Dalail al-Suluk, 27
15. Al-Quran al-Kareem, Surah Aal-e-Imran, 3:164
16. Allah Yar Khan, Dalail al-Suluk, 25
17. Al-Quran al-Kareem, Surah Aal-e-Imran, 3:31
18. Sheikh Abdul Qadir Jilani, Adaab al-Suluk (Zawiya, Lahore, 2000ء), 25
19. Ali bin Usman Hujwiri, Kashf al-Mahjub (Maktaba Shams-o-Qamar, Lahore, 2004ء), 29

20. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Iqbal Academy, Lahore, 2006ء), 58
21. Khaliq Ahmad Nizami, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht (Majlis Nashriyat-e-Islam, Karachi, 1397ھ), 50
22. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal, 47
23. Zakariya bin Muhammad al-Ansari, Sharh al-Risalah al-Qushayriyyah (Idara Paigham-ul-Quran, Lahore, 2007ء), 69
24. Dr. Nooruddin, Islami Tasawwuf aur Iqbal (Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 1997ء), 50
25. Louis Maalouf, Al-Munjid fi al-Lughah wa al-A'lam (Dar al-Mashriq, Beirut, 1414ھ), 66
26. Abdul Qadir Isa al-Shadhili, Haqaiq 'an al-Tasawwuf (Dar al-Irfan, Halab, 1998ء), 33
27. Jalaluddin Suyuti, Tareekh al-Khulafa, Tarjuma: Shams Barelvi (Mumtaz Academy, Lahore, S.N.), 36
28. Al-Quran al-Kareem, Surah al-A'la, 87:14
29. Al-Quran al-Kareem, Surah al-Shams, 91:1–10
30. Shabbir Ahmad Usmani, Tafseer Usmani (Maktaba Ma'arif al-Quran, Karachi, 2008ء), Surah al-Shams, Ayat 1–10
31. Maulana Muhibullah, Deen Par Chalna Kyun Mushkil Ho Gaya, 15
32. Al-Quran al-Kareem, Surah Aal-e-Imran, 3:31
33. Khaliq Ahmad Nizami, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht (Idara-e-Adabiyat-e-Dilli, Delhi, 1980ء), 49
34. Al-Quran al-Kareem, Surah al-Dhariyat, 51:56
35. Al-Quran al-Kareem, Surah al-Mu'min, 40:60
36. Al-Quran al-Kareem, Surah al-Hadid, 57:4
37. Al-Quran al-Kareem, Surah al-Waqi'ah, 56:85
38. Al-Quran al-Kareem, Surah Qaf, 50:16
39. Khaliq Ahmad Nizami, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht (Idara-e-Adabiyat-e-Dilli, Delhi, 1980ء), 55
40. Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari (Dar Ibn Kathir, Damascus/Beirut, 1402ھ), Kitab al-Tafseer, Bab "Qawluhu Inna Allah 'Indahu 'Ilm al-Sa'ah", Hadith 50

41. Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari ([Nashir], [Maqam], 1414ھ), Kitab al-Iman, Bab "Fadl man Istabra'a li-Dinihi", Hadith 7563

42. Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Da'awat, Bab "Fadl Dhikr Allah 'Azza wa Jalla", Hadith 6407

43. Khaliq Ahmad Nizami, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht (Nadwat al-Musannifeen, Delhi, 1953ء), 64–67

44. Ibid, 66

45. Ibid, 81

46. Ibid, 82

47. Sheikh Muhammad Akram, Rod-e-Kausar (Mercantile Press, Lahore, S.N.), 74

48. Khaliq Ahmad Nizami, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht (Nadwat al-Musannifeen, Delhi, 1953ء), 38

49. Ibid

50. Ibid, 40

51. Sheikh Muhammad Akram, Rod-e-Kausar, 74

52. Ibid, 81

53. Maulana Shibli Nomani, Sher-ul-Ajam (Ma'arif Press, Azamgarh, 1395ھ), 144

54. Khaliq Ahmad Nizami, Tareekh-e-Mashaikh-e-Chisht, 88

55. Ibid, 89

56. Ibid, 101

57. Dr. Ghulam Jilani Barq, Man Ki Duniya (New Taj Office, Delhi, S.N.), 119

58. Ibid, 120

59. Khursheed Ahmad Gilani, Rooh-e-Tasawwuf (Fareed Book Stall, Lahore, 1987ء), 155

60. Yusuf Saleem Chishti, Tareekh-e-Tasawwuf (Dar-ul-Kitab, Lahore, 2001ء), 510

61. Professor Syed Ahmad Saeed Hamdani, Hazrat Sultan Bahu: Ahwal-o-Maqamat (Majlis Dawat-ul-Ameer, Sufi Foundation, Lahore/Nowshera, 1983ء), 72–73

62. Ibid, 74

63. Ibid

64. Ibid, 75

65. Yusuf Saleem Chishti, Tareekh-e-Tasawwuf (Dar-ul-Kitab, Lahore, 2001ء), 29

66. Ibid, 30
67. Ibid
68. Ibid, 31